رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵

تار کا پتہ:- "الفضل" قادیان

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر:- غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳ | ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ | یوم چہارشنبہ | مطابق ۴ ستمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۵۶

لیڈرانِ احرار سے کونسل کے اُمیدوار نہ بننے کا مطالبہ

احرار کے ڈکٹیٹر چودہری افضل حق وفد حزب اللہ بہاولپور کے مطالبات کو نامعقول اور ناقابل قبول ثابت کرنے کے لئے اٹھے تو بڑے جوش وخروش کے ساتھ تھے۔ انہوں نے مجاہد کے صفحات بھی بڑی بے دردی سے سیاہ کئے۔ اور جو کچھ ان کے منہ میں آیا۔ اگلتے گئے۔ لیکن باوجود اس کے ایک مطالبہ کے متعلق ایک لفظ کہنے کی بھی انہیں جرأت نہ ہوئی۔ اور وہ اتنا بھی نہ بتا سکے۔ کہ اسے پورا نہ کرنے کے متعلق ان کے پاس کیا عذرات ہیں۔

یہ مطالبہ کوئی معمولی مطالبہ نہیں۔ بلکہ وفد حزب اللہ نے اسے سب سے اہم قرار دیا۔ اور مسلمانوں کی طرف سے اس کے متعلق بہت دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ لکھا۔

"سب سے اہم سوال جس کے متعلق پبلک میں تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ وہ کونسل کا داخلہ ہے۔ پبلک چاہتی ہے۔ کہ مجلس احرار اس میں حصہ لے۔ تاکہ صحیح نمائندوں کو منتخب کیا جا سکے۔ جس سے حکومت کے اداروں میں مسلم حقوق کا تحفظ یقینی طور پر کیا جا سکے۔ لیکن کونسل کے امیدوار احرار کی مجلس عاملہ کے ارکان نہ ہوں۔ تاکہ جماعت پر کونسلوں کے پروگرام کی خاطر بدگمانی کا سدباب ہو جائے۔ کیونکہ کارکن اور فعال جماعت ہونیکی حالت میں اسے ضرورت کے وقت ایسا پروگرام بھی بروئے کار لانا ہے جو گورنمنٹ کے نزدیک داخلہ کونسل کی شرائط کے خلاف تصور کیا جائے گا۔"

قطع نظر اس سے کہ کونسلوں کے انتخاب میں کسی رنگ میں بھی احرار کا حصہ لینا مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سخت فتنہ و فساد کا موجب ہوگا۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ احرار کے بہت بڑے حامی اور خیر خواہ وفد نے نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ ان تمام مسلمانوں کی طرف سے جن کی نمائندگی کا احرار کو دعوٰی ہے۔ جو مطالبہ پیش کیا۔ اس کے متعلق احرار نے کیا رویہ اختیار کیا۔ اور کیوں اختیار کیا۔

ظاہر ہے۔ کہ وفد نے یہ مطالبہ اس لئے نہیں کیا۔ کہ مجلس احرار کو نقصان پہونچے یا مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہونچے۔ بلکہ اس لئے کیا ہے۔ کہ ایک طرف تو احرار کے متعلق پبلک کی بدگمانی کا سدباب ہو کر اس کا وقار قائم ہو۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی بہترین صورت پیدا ہو۔ لیکن ناظرین کو یہ معلوم کرکے حیرت ہوگی۔ کہ چودہری افضل حق جو ہر وقت ہاتھ بھر کی زبان نکالے ہر شریف انسان کے منہ آنے کیلئے وقف ہیں۔ ان کا بھی ناطقہ بند ہو گیا۔ اور قلم ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ چنانچہ "مجلس احرار اور وفد حزب اللہ" کے عنوان سے جو مضمون انہوں نے شروع کیا تھا۔ اسے ناتمام ہی چھوڑ کر گم ہو گئے۔ بعلاوہ احراری ٹولی جو مدت سے کونسل کی ممبری کے لئے تاک لگائے بیٹھی ہے جو اسی مقصد کے حصول کے لئے مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلا کر اُسے اپنا بہت بڑا کارنامہ قرار دے رہی ہے۔ جس نے اسی غرض سے شہید گنج کی مسجد کے انہدام کے وقت غداری کرکے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی لعنتوں کا بار اٹھانا گوارا کیا ہے۔ جو اپنی آئندہ زندگی کے پروگرام کی کامیابی حکومت کی کاسہ لیسی میں سمجھتی ہے اور جو ہر جگہ بھرتی کئے ہوئے لفنگوں کے ذریعہ اور پولیس کی امداد سے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کی کوشش میں مصروف ہے وہ کیونکر گوارا کر سکتی ہے۔ کہ کونسل میں نہ جانے کا ذکر سُن بھی سکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس مطالبہ کے متعلق احراری ٹولی اپنے کان بالکل بند کرکے بیٹھ گئی۔ اور سُنی ان سُنی کر دی۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ احراری کونسل میں چونکہ محض ذاتی مفاد کے لئے جانا چاہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ پبلک کو اس بارے میں مطمئن کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے خاموشی اختیار کر لی ہے۔ ورنہ چودہری افضل حق نے جہاں دوامی طور پر عہدوں پر قابض رہنے اور حسابات شائع نہ کرنے کے متعلق اوٹ پٹانگ باتیں لکھ دی تھیں۔ اسی طرح کونسل کے داخلہ کے متعلق بھی کچھ نہ کچھ کہہ دیتے وفد کے الفاظ میں مسلمانوں کا احراری ٹولی سے مطالبہ یہ ہے۔ کہ وہ خود کونسل یا حکومت کے کسی ادارہ میں نہ داخل ہوں۔ بلکہ ایسے لوگوں کو بھیجیں۔ جنہیں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے قابل سمجھیں۔ ورنہ پبلک یہ سمجھنے پر مجبور ہوگی۔ کہ احرار کا سارا شور و شر محض اس لئے ہے۔ کہ کونسلوں میں داخل ہو کر حکومت سے ذاتی مراعات حاصل کریں وہ مسلمانوں کے حقوق کی نہ تو حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ یہ مقصد ان کے مدنظر ہے۔ اب اگر احرار کو کونسل میں داخلہ سے اپنی ذاتی اغراض و مقاصد وابستہ نہ ہوں۔ بلکہ محض ملک اور قوم کی خدمت پیش نظر ہو۔ تو وہ صفائی کے ساتھ کہہ سکتے تھے۔ کہ جب قوم ہمارا کونسل سے باہر رہنا ضروری سمجھتی ہے۔ اور مسلمانوں کے مفاد کا تقاضا بھی یہی ہے۔ تو پھر ہمیں کونسل میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن جن کے پیش نظر لیلائے ممبری ہو۔ جو حکومت سے خاص مراعات کے متمنی ہوں۔ اور حکومت کے آلہ کار بننا اپنے لئے انتہائی کمال سمجھتے ہوں۔ انہیں ایک نہیں ہزار وفد بھی کونسل میں داخلہ کے ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتا۔ اور احراری ٹولی نے نہ صرف وفد بلکہ تمام مسلمانوں کے مطالبہ کو ٹھکرا کر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ وہ کونسل کی ممبری کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ اور

وہ اپنے لفنگوں کے ذریعہ شرفاء کو مرعوب کرکے اپنا الو سیدھا کر لیں گے۔

اب لے دے کر احرار کا سہارا یا تو وہ لوگ ہیں۔ جو کرایہ کے ٹٹو کے طور پر ان کے اشاروں پر چل رہے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کے جلسوں میں گڑبڑ ڈالنے۔ شرفاء کو گالیاں دینے اور احرار کی حمایت میں نعرے لگانے کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ یا پھر حکام اور پولیس ہے۔ جو احراری لفنگوں کی ہر قسم کی حرکات سے چشم پوشی کر رہی ہے لیکن عام مسلمانوں پر جا و بے جا رعب جمانا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ دونوں سہارے زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتے۔ وہ وقت آئیگا۔ اور یقیناً آئے گا۔ جب مجبوراً ان کو پرے ہٹنا پڑیگا ضرورت ہمت اور استقلال کی ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ مسلمان ان احراری غداروں کو اب ٹھکانے لگا کر ہی دم لیں گے۔

چوہدری افضل حق اور جماعت احمدیہ

۲۴ مئی کو احراریوں کا پنام ضلع ہوشیار پور میں ایک جلسہ تھا۔ جس میں چوہدری افضل حق مولوی عطاء اللہ شاہ اور دیگر احراری مولوی شریک ہوئے یہ وہ دن تھے۔ جبکہ عوام احرار کے پھندے میں پھنسے ہوئے تھے۔ اور انکی باتیں بغیر سوچے سمجھے قبول کرتے تھے۔ جلسہ میں احمدیوں کے خلاف نہایت اشتعال پیدا کیا گیا۔ بائیکاٹ اور قطع تعلق کا اعلان بھی ہوا۔ ان ایام میں میرا حلقہ تبلیغ ضلع ہوشیار پور تھا۔ اس لئے جلسہ کے ایام میں مَیں بھی پنام میں موجود تھا۔ تاکہ احرار کے اعتراضات کے جواب دیئے جائیں۔ جلسہ کے دن نماز مغرب کے بعد مسجد میں ہمارے ایک احمدی بھائی حکیم مظہر علی صاحب نے آکر کہا۔ چوہدری افضل حق ایک دیوان خانہ میں بیٹھا ہے۔ اور کہہ رہا ہے۔ کہ لندن میں احمدیوں کی کوئی مسجد نہیں۔ اور بھی اعتراضات کر رہا ہے۔ آپ وہاں چلیں۔ میں دو احمدیوں کے ساتھ وہاں گیا۔ چوہدری صاحب سے گفتگو ہوئی۔ مسجد لندن کے متعلق میں نے کہا۔ اس کی تاریخ شائع ہو چکی ہے۔ انگریزی پریس میں اس کا ذکر کئی بار ہو چکا ہے۔ کیا آپ کو اس کا فوٹو دکھایا جائے؟ اس پر کہنے لگے خیر مسجد تو ہے۔ مگر مرزا صاحب نے اسلامی تعلیم کو بدل دیا ہے۔ مسجد کو کیا کرنا ہے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے۔ میں نے جواباً کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاد کے منسوخ ہونے کی وجہ بتلائی ہے۔ کہ اس زمانہ میں چونکہ امن ہے۔ اور حکومت مذہب میں دست اندازی نہیں کرتی۔ اس لئے تلوار کی ضرورت نہیں۔ باقی جہاد بالسیف کے علاوہ ہم ہر وقت جہاد کر رہے ہیں۔ تبلیغ کرنا بھی جہاد ہے۔ جس کو ہماری جماعت سب سے بڑھکر کر رہی ہے۔ اس پر انہوں نے کہا۔ جہاد سے مراد صرف تلوار سے ہی لڑنا ہے۔ میں نے کہا اگر جہاد سے مراد صرف تلوار سے لڑنا ہے۔ تو آپ اس پر عمل کریں۔ اور جتنے غیر مسلم ہیں ان سے جہاد بالسیف کرکے دکھائیں ورنہ آپ کے عقیدہ اور عمل میں سخت اختلاف سمجھا جائیگا۔ اس پر ایک شخص نے ان کو وہاں سے اٹھا لیا۔ اور کہا کہ بحث ہم نہیں کرتے اٹھتے ہوئے چوہدری افضل حق نے کہا۔ چھ ماہ کی میعاد ہے۔ اس کے اندر اندر احمدیت مٹ جائے گی۔ میں نے کہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص نے کہا تھا۔ کہ آپ نعوذ باللہ وحید و طرید رہ گئے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ یہ بیان اس کا صحیح ہے۔ مگر میرے متعلق نہیں۔ بلکہ اس کے متعلق ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ وہ آدمی نہایت ذلت سے گھر سے دور اکیلا مرا۔ اسی طرح آپ کی چھ ماہ کی میعاد مقرر کرنا صحیح ہے۔ مگر ہمارے لئے نہیں۔ بلکہ آپ کی پارٹی احرار کے متعلق ہے اس کے بعد وہ چلے گئے۔ اور اللہ تعالے نے تین ماہ کے اندر ہی ثابت کر دیا۔ کہ یہ کبر و غرور سے بھرے ہوئے کلمات احمدیت کے متعلق نہ تھے۔ بلکہ احرار پارٹی کے متعلق تھے۔ احمدیت کے متعلق تو اللہ تعالے فرما چکا ہے۔ کہ اس کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک ہوگی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے بادشاہ برکت ڈھونڈینگے۔ اسکو مٹانیوالے خود مٹ گئے اور آئندہ بھی مٹ جائینگے۔ اور خدا کے زور آور حملے اس کی سچائی تمام دنیا پر ظاہر کر دینگے۔ اس گفتگو کے وقت بہت سے لوگ جمع تھے جن میں احمدی اصحاب میں سے حکیم مظہر علی صاحب ہوشیار پوری چوہدری امیر احمد صاحب اور فضل احمد صاحب پنام کے رہنے والے موجود تھے۔

(خاکسار ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل از بنگلور)

ہمارا چاند

جزائے خدمتِ دیں دولتِ ایمان و عرفاں ہے — غلامانِ محمد پر نزولِ نورِ یزداں ہے

معارف کی اِدھر خوشبو اُدھر ریحانِ فرقاں ہے — جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے

قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

بہت تالیف و تصنیفِ بشر میں غور کر دیکھا — بحارِ علم کے مدّ و جزر میں فکر کر دیکھا

مثال اس کی نہیں شمس و قمر میں فکر کر دیکھا — نظیر اس کی نہیں جچتی نظر میں فکر کر دیکھا

بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

یگانہ ہے خدائے حق تعالیٰ بادشاہت میں — کلام اللہ کا ثانی نہیں کوئی بلاغت میں

وہ یکتا ہے حقائق میں معارف میں فصاحت میں — بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں

نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

ضعیف انسان کیونکر قادرِ مطلق کا ہمسر ہو — یہ ناممکن ہے جو مخلوق ہو خالق سے بہتر ہو

زبانِ عبد پر جب نعرۂ اللہ اکبر ہو — خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو

وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

وہی عاقل ہے جو ہو جائے اس پیارے کا دیوانہ — گرے شمعِ محمد مصطفےٰ پر مثلِ پروانہ

عزیزو ترک کر دو نخوت و کبرِ سفیہانہ — ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ

کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

(راجہ محمد اسلم بی۔ اے۔ قادیان)

ضلع گورداسپور کی احمدی جماعتیں توجہ کریں!

میں نے قبل ازیں ایک اعلان بذریعہ جریدہ الفضل شائع کیا تھا۔ کہ آخیر اگست تک تمام ضلع گورداسپور کی احمدی انجمنیں اپنے اپنے مقام پر نیشنل لیگ کی شاخیں قائم کرکے اطلاع دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ۱۵ سال سے لیکر چالیس سال تک کے افراد کو نیشنل لیگ کور میں بھرتی کرکے مطلع کریں۔ مگر سوائے چند ایک جماعتوں کے توجہ نہیں کی گئی۔ جو بہت قابلِ افسوس امر ہے۔ جہاں تک قادیان کی تنظیم کا کام ہے وہ قریباً مکمل ہو چکا ہے۔ ضلع کی جماعتوں کی تنظیم نہ ہونے کی وجہ سے آل انڈیا نیشنل لیگ کی طرف سے نہایت سخت نوٹس لیا گیا ہے۔ ضلع گورداسپور کے احمدیوں پر سلسلہ کی طرف سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ وہ کسی دوسرے ضلع یا دوسری جماعت پر نہیں۔ اس لئے مجھے امید ہے۔ کہ ضلع گورداسپور کی ہر ایک جماعت میرے اس اعلان کے بعد بیدار ہو جائے گی۔ اور ۳۰ ستمبر تک فہرستیں تیار کرکے مجھے بھیجدے گی۔ ان فہرستوں میں لیگ کے ممبروں کا الگ خانہ ہو۔ اور کور کے ممبروں کا الگ۔ کور والوں سے کوئی چندہ نہیں لیا جائے گا۔ اور لیگ کا ہر ممبر حسبِ حیثیت چندہ دے گا۔

ہر ایک ممبر کو ممبر بننے کے وقت یہ حلف اٹھانی ہوگی۔ کہ وہ سلسلہ کے لئے ہر قسم کی مالی۔ جانی۔ قربانی کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے گا۔

میں بعض مقامات پر قادیان سے نوجوانوں کو بھیج رہا ہوں۔ جس جگہ وہ جائیں۔ وہاں کی جماعتیں ان کے ساتھ پورا تعاون کریں۔ اور جہاں کوئی شخص یہاں سے نہ جا سکے وہاں کی جماعتیں اسی اعلان کو کافی خیال کرلیں۔

(محمود احمد عرفانی صدر نیشنل لیگ قادیان)

تربیتِ اولاد کے متعلق حضرت امیر المومنین کے ارشادات

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۲۷ء کے جلسہ سالانہ پر تربیت اولاد کے متعلق ایک تقریر فرمائی تھی جس میں بتایا تھا۔ کہ اگر اولاد کی تربیت شروع سے ہی اسلامی تعلیم کے مطابق کی جائے۔ تو اولاد گناہوں سے پاک اور اعلےٰ اخلاق کی پیدا ہوسکتی ہے۔ چونکہ یہ نہایت ہی ضروری اور اہم امر ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے ہمیشہ پیشِ نظر رہنا چاہیئے۔ اس لئے اس بارے میں حضورؐ کے بعض ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔
خاکسار سید عباس بخاری از پشاور

حضورؐ نے فرمایا۔

میرے دل میں مدت سے یہ خواہش تھی۔ کہ یہ مضمون بیان کروں۔ یہ ایسا اہم مضمون ہے۔ کہ ہر انسان کے دل میں اس کے متعلق خیال پیدا ہوتا ہے۔ اور بے شمار لوگوں نے اس کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے۔ اور اس کے بارے میں نسخہ دریافت کیا ہے۔ وہ سوال یہ ہے۔ کہ وہ کونسے ذرائع ہیں۔ جن پر عمل کرکے انسان پاک ہوجائے۔ اور نفس میں نیکیاں پیدا ہوجائیں عام طور پر اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ نیکی کرو نیکی کرو۔ اور گناہوں سے بچو۔ گناہوں سے بچو۔ لیکن جیسا کہ ہر ایک شخص کے تجربہ میں آیا ہے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن کریم کو پڑھا۔ احادیث کو پڑھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کو پڑھا۔ اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کی۔ لیکن ہم کلی طور پر نہیں بچ سکے نیکی کرنے کے لئے ہم نے کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ اب بتاؤ ہمارا کیا علاج ہے؟"

"اسلام نے گناہ پیدا ہونے کے بعد اس کا علاج کس طرح کیا جائے؟ کے سوال سے پہلے یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا احتیاط کی جائے۔ کہ گناہ پیدا ہی نہ ہونے پائے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس سوال کے جواب میں گناہ کے دُور کرنے کی کنجی ہے کپڑے کے میلا ہوجانے کے بعد اس کے دھونے سے کیا یہ بہتر نہیں۔ کہ ہم ایسی تدابیر اختیار کریں۔ کہ وہ میلا ہی نہ ہو۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ یہ سب سے بہتر اور ضروری امر ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسلام نے دُوسرے مذاہب کے برخلاف صرف اسی طرف توجہ نہیں دلائی۔ کہ گناہ کا قلع قمع کس طرح کیا جائے۔ بلکہ اس طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ کہ سب سے پہلے یہ کوشش کرو۔ کہ گناہ پیدا ہی نہ ہو۔ مگر میں افسوس سے کہتا ہوں۔ کہ باوجود اس کے کہ قرآن کریم نے ادھر توجہ دلائی۔ اور بعض اسلامی بزرگوں نے بھی اس پر زور دیا ہے بحیثیت قوم مسلمانوں نے ادھر پُوری توجہ نہیں کی۔ اور اس امر کو نظر انداز کردیا ہے۔ کہ گناہ انسان کے بلوغ سے پہلے پیدا ہوتا ہے۔ جب لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں اب گناہ کرنے لگا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گناہ کا بیج جو اس کے اندر تھا۔ وہ درخت بن کر ظاہر ہو رہا ہے۔ ورنہ کیا یہ ہوسکتا ہے۔ کہ بیج نہ ہو۔ اور درخت پیدا ہوجائے۔ ہرگز نہیں۔ اگر گناہ کی قابلیت پہلے ہی نہ تھی تو پھر وہ بالغ ہونے پر کہاں سے آگئی۔ پس اصل بات یہ ہے۔ کہ گناہ بچپن سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک بدی بلوغ سے پہلے انسان کے دل میں جاگزین ہوجاتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو پیدا ہونے سے بھی پہلے بعض بدیوں کی ابتدا شروع ہوجاتی ہے جب ایک شخص بالغ ہوجاتا ہے۔ اور علماء کہتے ہیں۔ اسے بدیوں سے بچاؤ۔ تو اس وقت وہ شخص پورے طور پر شیطان کے قبضہ میں جاچکا ہوتا ہے۔ میرے اس کہنے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس میں سب بدیاں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اس میں گناہ کی طاقت۔ اور ان کا شکار ہوجانے کا میلان پیدا ہوچکا ہوتا ہے میں پہلے بتا چکا ہوں۔ کہ اخلاق مادہ کی چند خاصیتوں سے پیدا ہوتے ہیں وہی میلان اگر بچپن میں خراب ہوجائیں۔ تو گو بچہ بالکل بے گناہ نظر آئے۔ مگر اس کے اندر گناہ کے ارتکاب کا پورا سامان موجود ہوگا۔

اب ذرا سوچو تو سہی گناہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ کیا گناہ ورثہ سے نہیں پیدا ہوتے۔ وہ قومیں جو کوئی خاص کام کرنے والی ہوتی ہیں۔ اسی قسم کا میلان ان کی اولاد میں پایا جاتا ہے۔ ایک ایسی قوم جس میں نسلاً بعد نسلٍ بہادری کی روح نہ ہو۔ اور اسے بہادر بنانے کی کوشش کی جائے۔ وہ لڑائی کے وقت ضرور بزدلی دکھائیگی۔ یا ویسی بہادری نہیں اس سے ظاہر ہوگی۔ جیسی کہ ایک نسلی بہادر قوم سے ظاہر ہوگی۔ تو گو اس قسم کی باتوں کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ مگر پھر بھی ورثہ کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

اسی طرح گناہ۔ لالچ۔ غصہ۔ ڈر۔ محبت خواہش کی زیادتی وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اب غور کرو۔ کیا یہ وہی خصلتیں نہیں۔ جو بچپن میں ہی بچہ سیکھتا ہے کیا وہ اس کی چھوٹی چھوٹی بے ضرر نظر آنے والی عادتیں ہی نہیں ہیں۔ جو سارے گناہوں کا موجب ہوتی ہے۔ ماں باپ کہتے ہیں کہ جی بچہ ہے۔ اس لئے فلاں فعل کرتا ہے۔ مگر کیا بچپن ہی کا زمانہ وہ زمانہ نہیں ہے۔ جب سب سے زیادہ گہری جگہ پکڑنے والے نقش جمتے ہیں۔ ایک شخص جو کسی کا مال چوری کرکے لے جاتا ہے۔ اسے اگر بچپن میں اپنے نفس پر قابو کرنا سکھایا جاتا تو وہ بڑا ہو کر چوری کا کیوں مرتکب ہوتا ایک شخص جہاد کے لئے جاتا ہے۔ مگر دشمن سے ڈر کر بھاگ آتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کیسا خبیث ہے۔ مگر غور کرو۔ کیا اسے وہی بزدلی پیدا کرنے والے قصے نہیں لگے جو ماں اسے بچپن میں سنایا کرتی تھی۔

اسی طرح غصہ ہے۔ بچپن میں ماں باپ خیال نہیں رکھتے۔ اس وجہ سے بچہ بڑا ہوکر ہر ایک سے لڑتا پھرتا ہے۔

پھر کیا گناہ قوتِ ارادی کی کمی سے پیدا نہیں ہوتا؟ اور کیا یہ کمی کسی سبب کے بغیر ہی پیدا ہوجاتی ہے۔ آخر وجہ کیا ہے؟ کہ انسان ساری عمر ارادے کرکے توڑتا رہتا ہے۔ مگر اس سے کچھ نہیں بنتا۔ یہ ارادہ کی کمی ایک ہی دن میں تو نہیں پیدا ہوجاتی۔ بلکہ یہ بھی بچپن میں اور صرف بچپن میں پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ کیا سبب ہے۔ کہ باوجود سچی خواہش کے کہ میں فلاں بدی کو چھوڑ دوں۔ یہ اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر تربیت خراب نہ ہوتی۔ تو انسان کی اصلاح کے لئے صرف اس قدر کہہ دینا کافی تھا۔ کہ فلاں بات بُری ہے۔ اور وہ اسے چھوڑ دیتا۔ اور وہ بات اچھی ہے۔ اور وہ اسے اختیار کرلیتا۔

اب میں اس نقص سے اولاد کو محفوظ کرنے کا طریق بتاتا ہوں۔ پہلا دروازہ جو انسان کے اندر گناہ کا کھلتا ہے۔ وہ ماں باپ کے ان خیالات کا اثر ہے جو اس کی پیدائش سے پہلے ان کے دلوں میں موجزن تھے۔ اور اس دروازہ کا بند کرنا پہلے ضروری ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ اپنی اولادوں پر رحم کرکے لوگ اپنے خیالات کو پاکیزہ بنائیں۔ لیکن اگر ہر وقت پاکیزہ نہ رکھ سکیں۔ تو اسلام کے بتائے ہوئے علاج پر عمل کریں۔ تا اولاد ہی ایک حد تک محفوظ رہے۔ اسلام ورثہ میں ملنے والے گناہ کا یہ علاج بتاتا ہے۔ کہ جب مرد و عورت ہم صحبت ہوں تو یہ دعا پڑھیں۔ اللّٰھم جنبنا الشیطن وجنب الشیطن مارزقتنا اے خدا ہمیں شیطان سے بچا۔ اور جو اولاد ہمیں دے۔ اسے بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔

یہ کوئی ٹونا نہیں۔ جادو نہیں۔ اور ضروری نہیں۔ کہ عربی کے الفاظ ہی بولے جائیں۔ بلکہ اپنی زبان میں ہی انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ الٰہی گناہ ایک بُری چیز ہے۔ اس سے ہمیں بچا۔ اور بچہ کو بھی بچا۔ اس وقت کا یہ خیال اس کے اور بچہ کے درمیان دیوار ہوجائے گا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ یہ دعا کرنے سے جو بچہ پیدا ہوگا۔ اس میں شیطان کا دخل نہیں ہوگا۔

کئی لوگ حیران ہونگے۔ کہ ہم نے کئی دفعہ دعا پڑھی۔ مگر اس کا وہ نتیجہ نہیں نکلا۔ جو بتایا گیا ہے۔ ان کے شبہ کا جواب یہ ہے۔ کہ اول تو وہ لوگ اس

دعا کو صحیح طور پر نہیں پڑھتے۔ صرف ٹونے کے طور پر پڑھتے ہیں۔ دوسرے سب گناہوں کا اس دعا سے علاج نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف ورثہ کے گناہوں کے لئے ہے۔ ورثہ کے گناہ کے بعد گناہ کی آمیزش انسان کے خیالات میں اس کے بچپن کے زمانہ میں ہوتی ہے۔ اس کا علاج اسلام نے یہ کیا ہے۔ کہ بچہ کی تربیت کا زمانہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ قرار دیا ہے۔ جبکہ بچہ ابھی پیدا ہی ہوا ہوتا ہے میرا خیال ہے اگر ہوسکتا تو رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے۔ کہ جب بچہ رحم میں ہو۔ اسی وقت سے اس کی تربیت کا وقت شروع ہوجانا چاہیئے۔ مگر یہ چونکہ ہو نہیں سکتا تھا اس لئے پیدائش کے وقت سے تربیت ضروری قرار دی۔ اور وہ اس طرح کہ فرمادیا۔ کہ جب بچہ پیدا ہو۔ اسی وقت اس کے کان میں آذان کہی جائے اذان کے الفاظ ٹونے یا جادو کے طور پر بچہ کے کان میں نہیں ڈالے جاتے۔ بلکہ اس وقت بچہ کے کان میں اذان کا حکم دینے سے ماں باپ کو یہ امر سمجھانا مطلوب ہے۔ کہ بچہ کی تربیت کا وقت ابھی سے شروع ہوگیا ہے۔

اذان کے علاوہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں کو بچپن ہی سے ادب سکھانے کا حکم دیا ہے۔ اور اپنے عزیزوں کو بھی بچپن میں ادب سکھا کر عملی ثبوت دیا ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے امام حسنؓ جب چھوٹے تھے۔ تو ایک دن کھاتے وقت آپ نے ان کو فرمایا۔ کل بیمینک وکل مما یلیک۔ کہ دائیں سے کھاؤ۔ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔ حضرت امام حسنؓ کی عمر اس وقت اڑھائی برس کے قریب ہوگی۔ ہمارے ملک میں اگر بچہ سارے کھانے میں ہاتھ ڈالتا۔ اور سارا مونہہ بھر لیتا ہے۔ بلکہ اردگرد بیٹھنے والوں کے کپڑے بھی خراب کرتا ہے۔ تو ماں باپ بیٹھے ہنستے ہیں۔ اور کچھ پروا نہیں کرتے۔ یا یونہی معمولی سی بات کہہ دیتے ہیں۔ جس سے ان کا مقصد بچہ کو سمجھانا نہیں۔ بلکہ دوسروں کو دکھانا ہوتا ہے۔ حدیث میں ایک اور واقعہ بھی آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں امام حسنؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور مونہہ میں ڈال لی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے مونہہ سے انگلی ڈال کر نکال لی۔ جس کا یہ مطلب تھا۔ کہ تمہارا کام خود کام کر کے کھانا ہے۔ نہ کہ دوسروں کے لئے بوجھ بننا۔

غرض بچپن کی تربیت ہی ہوتی ہے جو انسان کو وہ کچھ بناتی ہے۔ جو آئندہ زندگی میں وہ بنتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مامن مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ (بخاری مسلم) کہ بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ آگے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی سچ ہے۔ کہ ماں باپ ہی اسے مسلمان یا ہندو بناتے ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں۔ کہ جب بچہ بالغ ہوجاتا ہے۔ تو ماں باپ اسے گرجا میں لے جاکر عیسائی بناتے ہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ بچہ ماں باپ کے اعمال کی نقل کرکے اور ان کی باتیں سنکر وہی بنتا ہے۔ جو اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ بچہ میں نقل کی عادت ہوتی ہے۔ اگر ماں باپ اسے اچھی باتیں نہ سکھائیں گے۔ تو وہ دوسروں کے افعال کی نقل کرے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ بچوں کو آزاد چھوڑ دینا چاہیئے۔ خود بڑے ہوکر احمدی ہوجائیں گے میں کہتا ہوں۔ اگر بچہ کے کان میں کسی اور کی۔ آواز نہیں پڑتی۔ تب تو ہوسکتا ہے۔ کہ جب وہ بڑا ہوکر احمدیت کے متعلق سنے تو احمدی ہوجائے۔ لیکن جب اور آوازیں اس کے کان میں اب بھی پڑ رہی ہیں۔ اور بچہ ساتھ کے ساتھ سیکھ رہا ہے۔ تو وہ وہی بنے گا۔ جو دیکھے گا۔ اور سنے گا۔ اگر فرشتے اسے اپنی بات نہیں سنائیں گے۔ تو شیطان اس کا ساتھی بن جائے گا۔ اگر نیک باتیں اس کے کان میں نہ پڑیں گی۔ تو بد پڑیں گی اور وہ بد ہوجائے گا۔

پس اگر آپ لوگ گناہ کا سلسلہ روکنا چاہتے ہیں۔ تو جس طرح سگریشن کیمپ ہوتا ہے۔ اس طرح بناؤ۔ اور آئندہ اولاد سے گناہ کی بیماری دور کردو۔ تاکہ آئندہ نسلیں محفوظ رہیں۔

کیا "نزول" سے مراد آسمان سے اترنا ہے؟

(از خواجہ عبدالرحیم صاحب بی۔ اے۔ ڈیرہ دون)

ابتدائے آفرینش سے خداتعالےٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ جب دنیا کے لوگ حق سے انحراف کرتے بداعمالیوں میں پھنس جاتے۔ اور شیطانی کارروائیوں میں معروف ہوجاتے ہیں۔ تو وہ مخلوق کو راہ راست پر لانے اور بداعمالیوں اور گناہوں سے بچانے کے لئے اپنا رسول مبعوث کیا کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت سے قبل بت پرستی زوروں پر تھی۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون خدائی کا دعویدار تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت یہود فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل کفر اور بدکاری انتہا کو پہونچی ہوئی تھی۔ اسی طرح موجودہ زمانہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کفر و ضلالت میں پھنس گئے ہیں۔ اور فسق و فجور اپنی انتہا کو پہونچ چکا ہے یہی وجہ ہے۔ خداوند کریم نے اپنی سنت قدیم کے مطابق دنیا کی ہدایت اور حقیقی اسلام قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ لیکن دنیا نے جو روحانی طور پر اندھی ہوچکی تھی قسم قسم کے اعتراضات کا نشانہ بنایا۔ اور طرح طرح کی تکالیف دیں۔ لیکن باوجود اس کے آپ کا نام دنیا میں پھیلا اور لوگ جوق در جوق سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور خدا کے فضل سے ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے۔

مخالفین کا خیال ہے۔ کہ امتِ محمدیہ میں سے کوئی شخص اصلاح خلق کے لئے مبعوث نہیں ہوسکتا۔ بلکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دنیا کو ہدایت دینگے۔ اس خیالِ خام کی تردید کے لئے علاوہ دیگر دلائل کے جب ہم وہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ جس میں آتا ہے کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم (رواہ البخاری) اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والا امام امتِ محمدیہ میں سے ہی ہوگا۔ جیسا کہ الفاظ امامکم منکم سے واضح ہے۔ تو غیر احمدی لفظ "نزل" کی آڑ لیکر کہا کرتے ہیں۔ کہ اس سے مراد آسمان سے نازل ہونا ہے۔ حالانکہ لفظ سماء کا اس حدیث میں نہیں آتا۔ پھر یہی لفظ "نزول" قرآن شریف۔ احادیث اور روزانہ محاورہ میں ہزارہا جگہ استعمال ہوتا ہے۔ اگر اس کے معنے آسمان سے نازل ہونا کئے جائیں۔ تو عبارت بالکل بے معنے ہوجاتی ہے۔ مثلاً قرآن شریف میں آتا ہے۔ انزل لکم من الانعام۔ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے جانور نازل کئے کیا کبھی کسی نے اس کے یہ معنے لئے ہیں۔ کہ جانور آسمان سے اترتے ہیں۔ اسی طرح سورۃ الحدید میں خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ انزلنا الحدید۔ ہم نے لوہا نازل کیا۔ حالانکہ لوہا زمین کھود کر زمین کی گہرائیوں سے نکالا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ انّ النبیّ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نزل تحت شجرۃ۔ (کنز الاعمال جلد ۴ صفحہ ۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے اترے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ لَمَّا نَزَلَ الْحَجَرَ (فتح الباری شرح بخاری جلد ۸ صفحہ ۹۷) جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حجر کی زمین میں اترے۔

اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ لتنزلنّ طائفۃٌ من امّتی ارضًا یقالُ لھا البصرۃُ (کنز الاعمال جلد ۷ صفحہ ۱۸) میری امت کا ایک گروہ ایک ایسی زمین میں اتریگا جس کا نام بصرہ ہوگا۔

روزانہ بول چال میں بھی لفظ نزول استعمال ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کسی کو آسمان سے اترنے کے معنے نہیں سوجھے۔ اخبار الامان مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء میں یہی لفظ گاندھی جی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "پلیگ کے بعد بورسد میں گاندھی جی کا نزول" کیا کسی مولوی کو گاندھی جی کے متعلق بھی آسمان سے نازل ہونے کا خیال گذرا ہے؟ پھر حضرت مسیحؑ کے متعلق کیوں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ آسمان سے اتریں گے؟

اسلام میں نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ثبوت ہے

ایک نومسلم انگریز کا دلچسپ مضمون!

(۲)

معزز معاصر "سن رائز" لاہور نے ۱۹ اگست ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں مسٹر عبداللہ آرسکاٹ انگریز نومسلم کے مضمون "اسلام میں مسئلہ نبوت" کی دوسری قسط شائع کی ہے۔ جس کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

خدا تعالےٰ کا مسلمانوں کو روزانہ کم از کم پانچ بار یہ دعا کرنے کی تعلیم دینا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم بے فائدہ اور بے سود نہیں۔ سوال یہ ہے۔ کہ وہ کون گروہ ہے۔ جو انعمت علیھم کا مصداق ہے۔ قرآن مجید نے انعمت علیھم کی تشریح دوسری جگہ من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین فرما کر دی ہے۔ گویا منعم علیہ لوگ چار اقسام کے ہیں۔ اول نبی دوسرے صدیق۔ تیسرے شہداء اور چوتھے صالح یہ چار مختلف روحانی مراتب ہیں۔

جب ہم ان میں سے کسی ایک مرتبہ کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اب بھی حاصل ہو سکتا ہے تو ہم پر لازم ہے۔ کہ ان تمام مدارج روحانیہ کے متعلق یقین رکھیں کہ وہ بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن ان میں سے تین کا اقرار اور چوتھے یعنی درجہ نبوت کا انکار گویا اللہ تعالےٰ کے پاک کلام کا دیدہ دانستہ انکار ہے۔

مسلمانوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو نبی تسلیم کرنے میں جو چیز مانع ہے۔ وہ لفظ خاتم النبیین کی تشریح ہے۔ وہ اس لفظ کے معنے یہ لیتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مگر اس لفظ کی یہ تشریح صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس کا یہی مطلب ہوتا۔ تو لفظ "خاتَم" کی بجائے "خاتِم" استعمال ہونا چاہئے تھا۔ عربی زبان میں خاتَم کے معنے مُہر ہیں۔ اور مُہر عام طور پر کسی چیز کی تصدیق کے لئے استعمال کیجاتی ہے۔ لہٰذا "خاتَم النبیین" کا یہ مطلب ہوا۔ کہ وہ نبی جو دوسرے نبیوں کی نبوت کا مصدق ہو۔ قرآن شریف میں ہم پڑھتے ہیں۔ ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتَم النبیین یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی شخص کے باپ نہیں۔ آپ اللہ تعالےٰ کے رسول اور نبیوں کے لئے بمنزلہ مُہر ہیں۔ ان الفاظ میں خدا تعالےٰ نے اس اعتراض کی تردید کی ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اولادِ نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے مخالفین کی طرف سے کیا جاتا تھا۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا تھا۔ کہ انّ شانئك هو الابتر۔ یعنی ہمارا دشمن یقیناً بے نسل رہے گا۔ جب آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ تو مخالفین نے کہا۔ ابتر ہم نہیں بلکہ آپ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس اعتراض کی تردید کرتے ہوئے فرمایا۔ وہ تو خدا کے رسول اور انبیاء کے لئے بمنزلہ مہر ہیں اسے ابتر کون کہہ سکتا ہے۔ نبی کی امت اس کی روحانی اولاد ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی نسل کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ اس میں ایسے لوگ بھی ہونگے۔ جو ان تمام روحانی مدارج پر فائز ہونگے۔ جو سابقہ امتوں کو حاصل ہوئے۔ پس آیت ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا مطلب یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کسی کے جسمانی باپ نہیں۔ بلکہ آپ کی امت اور آپ کے امتی نبی آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ آپ اس قدر بلند پایہ اور اولوالعزم نبی ہیں۔ کہ آپکی کامل متابعت اقتداء اور غلامی سے نبوت کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ بلاشبہ نبیوں کے سردار ہیں۔

اس ارشاد کے مقابلہ میں قرآن مجید میں ایک بھی آیت ایسی نہیں۔ جس کا یہ مطلب ہو۔ کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ قرآن مجید میں متعدد ایسی آیات موجود ہیں۔ جو بالصراحت ظاہر کرتی ہیں۔ کہ اسلام میں نبوت کے انعام کا خاص طور پر وعدہ کیا گیا ہے۔ اور یہ امر اسلام کی کل ادیانِ عالم پر فضیلت ثابت کرتا ہے۔ پس واضح ہو گیا۔ کہ اب کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو نئی شریعت کا حامل ہو۔ یا نئی کتاب لائے بلکہ اب جو نبی مبعوث ہوگا۔ وہ افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی ہی ہوگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انّی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔ یعنی میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے (مسلم کتاب الحج) اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ کیونکہ اگر ہم اس کا یہ مطلب لیں۔ تو ہمیں مساجد کی تعمیر کے بھی وہی معنے کرنے چاہئیں۔ لیکن اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی مسجد کے بعد اور مساجد تعمیر ہو سکتی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی غلامی کا دعوےٰ کرنے والا کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پھر فرماتے ہیں۔ لو عاش ابراھیم لکان صدّیقاً نبیّاً۔ اگر ابراہیم (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا) زندہ رہتا۔ تو وہ سچا نبی ہوتا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کا امکان نہ تھا۔ تو آپ نے یہ کیوں فرمایا۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ قلت مع ھذا لو عاش ابراھیم وصار نبیّاً وکذا لو صار عمر نبیّاً لکان من اتباعہٖ صلی اللہ علیہ وسلم الخ (موضوعات صفحہ ۵۸-۵۹) یعنی میں کہتا ہوں اگر ابراہیم زندہ رہتے۔ تو نبی ہوتے اسی طرح اگر حضرت عمر نبی ہوتے تو وہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام۔ حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ کی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تابعین میں سے ہوتے۔ اور ان کی نبوت الفاظ خاتم النبیین کے ہرگز منافی نہ ہوتی۔ کیونکہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

اس امر کی ایک اور حدیث بھی تصدیق کرتی ہے۔ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اگر موسےٰ زندہ ہوتے۔ تو ان کو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ قولوا انہٗ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵) یعنی یہ تو کہو۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ مگر یہ مت کہو۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے امام محمد طاہر لکھتے ہیں۔ کہ اب ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے اور یہ حضرت مسیح کی دوبارہ آمد کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت امام شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۳ میں لکھتے ہیں۔ سلسلہ نبوت کلی طور پر منقطع نہیں ہو چکا۔ ہاں ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو نئی شریعت لائے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس قول سے کہ میرے بعد نبی نہیں مراد یہ ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا

حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔ نبوت قطعی طور پر بند نہیں۔ صرف ایسی نبوت ہی بند ہو چکی ہے۔ جو اپنے ساتھ نئی شریعت لائے۔ اور لا نبی بعدی کے یہی معنے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں۔ نبوت کا بند ہونا صرف ان معنوں میں ہے۔ کہ اب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرنے والا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ (غیر تشریعی) نبوت تو قیامت تک جاری رہے گی (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

غرض اسلام میں نبوت کا سلسلہ جاری ہونا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے مثل شان اور اسلام کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہے

نیشنل لیگ لکھنؤ

لکھنؤ میں بفضلہ تعالیٰ نیشنل لیگ قائم ہو گئی ہے۔ صدر جناب مولوی علی محمد صاحب اجمیری ؟ مولوی فاضل اور سیکرٹری سید ارتضیٰ علی صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ رضاکاران بھرتی کئے جا رہے ہیں (نامہ نگار)

سنّی کسی شیعہ کو لڑکی دینا جائز نہیں سمجھتے

شیعوں کے خلاف "جمعیۃ العلماء" کا تازہ فتویٰ

احرار مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال دلا کر فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے جو باتیں پیش کیا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ احمدی غیر احمدیوں کے ساتھ رشتہ ناطہ کے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ اور یہ ان کے نزدیک اتنا بڑا جرم ہے۔ کہ اسے پیش کر کے وہ حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کو مسلمان نہ قرار دیا جائے۔ اور اس مطالبہ میں مسٹر ظفر علی بھی ان کی ہمنوائی کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں صاحب موصوف نے ایسٹرن ٹائمز کی ۲۳ اگست کی اشاعت میں احمدیوں کے خارج از اسلام ہونے کے جو دلائل سپرد قلم کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ احمدی غیر احمدیوں کے ساتھ رشتہ ناطہ نہیں کرتے۔ اس کے جواب میں بتایا جا چکا ہے کہ اگر رشتہ ناطہ نہ کرنے کی وجہ سے کسی جماعت کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ خارج از اسلام ہے تو یہ وجہ شیعوں اور سنیوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ شیعہ بھی سنیوں کے رشتہ ناطہ نہیں کرتے اور یہی طریق عمل سنی شیعوں کے متعلق روا رکھتے ہیں۔ پھر کیوں مرزا ظفر علی اور احرار شیعوں کو بھی مسلمانوں سے خارج کرنے کا مطالبہ نہیں کرتے۔ یہ مطالبہ کرنا تو الگ رہا۔ احرار نے تو اپنا جنرل سکرٹری ایک ایسے شخص کو بنا رکھا ہے۔ جو غالی شیعہ ہے یعنی مظہر علی اظہر۔ اور جس کا عقیدہ ہے کہ "ایک دفعہ متعہ کرنے سے انسان امام حسین کا اور دو دفعہ کرنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہم رتبہ ہو جاتا ہے۔" (زمیندار ۲۹ اگست)

ممکن ہے کوئی شخص کہے۔ شیعہ اور سنیوں کے مابین اب تعلقات کی وہ نوعیت نہیں۔ جو بیان کی گئی ہے۔ یعنی ان میں رشتہ ناطہ پر کوئی پابندیاں عائد نہیں۔ ایسے واقف لوگوں کو ہم جمعیۃ العلماء ہند کے ایک تازہ فتویٰ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جو ان کے آرگن "الجمعیۃ دہلی" کی ۹ اگست کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ ایک شخص نے دریافت کیا ہے۔ کہ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی زید نے جو سابق شیعہ ہے۔ اپنی اہل سنت سوسائٹی کے روبرو بیان کیا۔ کہ میرے دادا دالدہ اور پھوپیاں اور خالائیں اور دوسری والدہ سب سنی تھے۔ اور ہیں۔ مگر میرا والد شیعہ ہو چکا تھا اس لئے میں بھی شیعہ منسوب ہوا۔ لیکن ابتداء سے اب تک میرا چال چلن اور خیالات اہل سنت کے موافق ہیں۔ اور میں قسمیہ کہتا ہوں۔ کہ اب میں پکا سنی مسلمان ہوں جس کے آٹھ دس آدمی مؤید ہیں۔ نیز اس مضمون کا اشتہار لکھا گیا۔ کہ عرصہ دو سال سے میں اہل سنت ہوں۔ اگر دس سال تک مجھ پر کوئی اعتراض ہوا۔ تو میرا نکاح اور زر مہر رائیگاں ہونگے۔

اس کے بعد اس شخص یعنی زید سے عمر کی لڑکی کا نکاح کر دیا گیا۔ اب بعض مولوی صاحبان یہ کہتے ہیں کہ شیعہ ہرگز سنی نہیں ہوتے۔ لہذا نکاح فسخ کیا جائے۔ بنا بریں گذارش ہے۔ اس کے متعلق شرعی حکم سے مطلع فرمایئے۔ کہ ایسی صورت میں زید کا نکاح عمر کی بیٹی سے قائم رہ سکتا ہے یا نہیں؟"

اس استفتار کا جو جواب مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شیعہ اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کر لے اور واقعی سنّی ہو جائے تو وہ سنّی ہے اور اس سے لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ شیعہ سنی ہو ہی نہیں سکتا۔"

اس فتویٰ سے جو جمعیۃ العلماء ہند کے آرگن میں شائع ہوا۔ یہ امر صاف طور پر ظاہر ہے کہ جب تک کوئی شیعہ اپنے عقائد سے کلیتہً تائب نہ ہو جائے۔ اس وقت تک سنی لڑکی کا نکاح اس سے نہیں ہو سکتا

جب صورت حالات یہ ہے تو کیا مرزا ظفر علی شیعوں کو بھی خارج از اسلام قرار دینے کا مطالبہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ انکی جماعت احمدیہ کے خلاف اس قسم کی فتنہ انگیزی محض ذاتی بغض اور کینہ کی وجہ سے ہے۔

سرحد میں احمدیوں پر مظالم کرنے والوں کا انجام

جناب قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعتہائے صوبہ سرحد پر عبدالعزیز احراری نے جو قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ اور سٹی مجسٹریٹ صاحب بہادر نے دو دفعات کے ماتحت اس کو نو سال کی سزا دی تھی۔ احراریوں نے اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی۔ ۱۷ اگست کو پیشی تھی۔ جس پر ڈاکٹر محمد عالم صاحب لاہور سے پیروی کے لئے آئے۔ اور پیشی ۲۸ اگست مقرر ہوئی۔ پھر ڈاکٹر صاحب موصوف لاہور سے آئے۔ انہوں نے اپنی بحث میں کہا۔ میرا مؤکل بہت غریب ہے۔ اور گنڈیریاں بیچتا ہے۔ جس پر جناب جوڈیشل کمشنر بہادر ملٹن صاحب نے اس فقرہ کو دہراتے ہوئے کہا۔ آپ کا مؤکل غریب ہے۔ اور گنڈیریاں بیچتا ہے

غرض جو بات ہمارے وکلاء کہنا چاہتے تھے۔ وہ خود ڈاکٹر صاحب نے کہہ دی۔ اور اس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ ملزم آلہ کار ہے۔ اس کے پس پشت بعض اور اشخاص ہیں۔ ورنہ وہ تو اپنی روٹی کے لئے بھی محتاج۔ وہ فی پیشی ساڑھے تین صد روپیہ وکیل کو کہاں سے ادا کر سکتا تھا۔

عدالت نے ملزم کو مجرم قرار دیتے ہوئے یہ قرار دیا۔ کہ دونوں سزائیں یکجا شروع ہونگی سزا ۹ سال ہی تصور ہوگی۔

ہماری جماعت کے محترم بزرگ جناب ملک عادل شاہ صاحب کے فرزند عبدالغفور صاحب کو جن مجرموں نے شہید کیا تھا۔ وہ سب کیفر کردار کو پہنچ گئے ہیں۔ دو تو پہلے ایک ڈکیتی کے مقدمہ میں گرفتار ہو کر پھانسی کی سزا پا چکے ہیں۔ اور ان کا سرغنہ چمنئی جو مشہور ڈاکو تھا۔ اور جس کا آج کل مہمندوں کی لڑائی میں بار بار ذکر آتا تھا۔ اس کو اس کے ایک ساتھی نے ۲۶ ، ۲۷ اگست کی درمیانی رات کو ذبح کر دیا ہے۔

مخالفین نے جس قدر احمدیوں کو دکھ اور تکلیف دینے میں تشدد اختیار کیا ہے اللہ تعالٰے بھی ان کی بیخ کنی اور تباہی کے سامان اسی سرعت سے مہیا کر رہا ہے کاش اعداء حق ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ (نامہ نگار)

انگریزی میں لفظ "ضلع"

جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے نے الفضل مورخہ ۲۸ اگست ۳۵ء میں نہایت وضاحت سے یہ ثابت کیا ہے کہ لفظ ضلع جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انگریزی الہام میں وارد ہوا ہے۔ باعتبار زبان انگریزی صحیح و درست ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے۔ کہ از روئے لغت انگریزی یہ لفظ نہ صرف انگریزی زبان میں بکثرت مستعمل ہے۔ بلکہ بمقابلہ "ڈسٹرکٹ District" افصح اور ابلغ ہے چنانچہ آکسفورڈ ڈکشنری کے صفحہ ۱۵۰۷ زیر لفظ ضلع یہ معنی لکھے ہیں:۔
"Zillah — Administive district in British India" مخفی نہ رہے کہ آکسفورڈ ڈکشنری اعلیٰ پایہ کی لغت ہے جس کے متعلق ٹائمز لٹریری سپلیمنٹ رقمطراز ہے "There is no dictionary in the world to compare with it" یعنی دنیا میں کوئی ڈکشنری (انگریزی) اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی خاکسار:۔ سید ارتضا علی۔ لکھنؤ

"مجاہد" کے ایک نامہ نگار کی غلط بیانی

اخبار "مجاہد" ۲۵ راگست ۱۹۳۵ء میں ایک آرٹیکل بہ عنوان "لدھیانہ میں مرزائیوں کی سفیہانہ حرکتیں" کسی غیر معروف شخص "سعید احمد" کی طرف سے شائع کرایا گیا ہے۔ طرز تحریر سے سوقیانہ پن ظاہر ہے۔ اور ہر منصف مزاج معلوم کر سکتا ہے کہ لکھنے والے نے پریذیڈنٹ و سکرٹری جماعت احمدیہ لدھیانہ کے متعلق ذاتی عداوت میں اندھے ہو کر غلط فہمی پھیلائی چاہی ہے۔ اگرچہ اس تحریر میں نام ایک غیر معروف شخص کا ہے مگر اس کی تہ میں وہ احرار کام کر رہے ہیں۔ جن کے "دینی مشاغل" کا نمونہ اخبار الفضل مورخہ ۷ راگست ۱۹۳۵ء میں درج ہو چکا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ رسوائے عالم ٹولی ندامت محسوس کرتی۔ بدزبانی اور دروغ گوئی پر اتر آئی ہے۔ اس رسوائے عالم ٹولی کو جس کے سیاہ اعمال نامہ کو دیکھ کر کوئی شریف غیر احمدی بھی منہ لگانا پسند نہیں کرتا۔ ہم کبھی منہ نہ لگاتیں۔ مگر پبلک کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ چند الفاظ عرض کئے جائیں۔

ہر انصاف پسند جس نے یہ آرٹیکل پڑھا ہوگا۔ وہ جان سکتا ہے کہ اس آرٹیکل کا مقصد صرف یہ ہے کہ افسران بالا کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے احمدی ملازمین کو نقصان پہنچایا جائے نفع و نقصان خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور منصف حکام سے امید ہے کہ وہ اچھی طرح یہ جانتے ہوئے کہ احراری پروپیگنڈا میں صداقت کا شائبہ تک نہیں ہوتا ہرگز متاثر نہ ہونگے۔ مولوی برکت علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لدھیانہ ایک نیک انسان ہیں۔ اور اپنے فرائض منصبی میں منہمک رہتے ہیں۔ مضمون نگار کا بیماریوں کا نام لے کر بڑی آرزو ظاہر کرنا بتلاتا ہے کہ احراری ان کے متعلق بد ارادے رکھتے ہیں۔ سکرٹری جماعت احمدیہ کے متعلق یہ کہنا کہ ڈاڑھی نہیں اور نماز کا پابند نہیں۔ یہ محض احراری دروغ بیانی ہے۔ احرار کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جو شخص مخلص احمدی ہونے کے ساتھ شعار اسلامی کا پابند نہ ہو۔ وہ جماعت کا عہدیدار نہیں بن سکتا۔ خدا کے فضل سے دونو باتیں ہم میں پائی جاتی ہیں

خاکسار:۔ سید صوفی محمد عبدالرحیم سکرٹری جماعت احمدیہ لودھیانہ

ایک غلط بیانی کا ازالہ

۲۸ اگست کے اخبار الفضل میں جو مضمون اے ڈی۔ آئی صاحب کھاریاں کے متعلق شائع ہؤا ہے۔ وہ کسی احمدی مدرس کا نہیں ہے۔ بلکہ کسی (۱) غیر احمدی مدرس نے جس اس کی کسی غفلت کی وجہ سے کوئی سرزنش ہوئی ہوگی۔ غلط بیانی کر کے تحریر کیا ہے (۲) یا کسی ایسے آدمی کی کارستانی ہے۔ جو اے ڈی آئی صاحب کھاریاں اور افسران محکمہ تعلیم ضلع گجرات کو احمدیوں کے متعلق بدظن کر کے انہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ ہم احمدی مدرسین تحصیل کھاریاں علفیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ موجودہ اے ڈی آئی جناب مفتی محمد زمان صاحب نہایت حلیم الطبع۔ شریف النسب۔ اعلیٰ درجے کے مہذب۔ مدرسین کی جائز عزت کرنے والے۔ اپنے محکمہ کے بہی خواہ۔ ہر دل عزیز۔ فرض منصبی کے پابند انسان ہیں۔ ہم احمدی مدرسین بے حد اظہار افسوس کرتے ہیں۔ کہ کسی بدخصلت نے ناحق جناب مفتی صاحب کی اور ہماری دل آزاری کی ہے۔ اور ہمارے ساتھ ان کے مشفقانہ تعلقات میں رخنہ ڈالنا چاہا ہے۔ ہم راستبازی کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اظہار حقیقت کے طور پر لکھتے ہیں۔ کہ اس نوٹ میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ سراسر غلط ہے۔

احمدی مدرسین کا ترجمان عبدالرحمن احمدی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سرائے اورنگ آباد تحصیل کھاریاں۔

(الفضل: احمدی مدرسین تحصیل کھاریاں کی متفقہ تحریر سے چونکہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ ۲۸ راگست کے الفضل میں جو تحریر درج کی گئی ہے۔ وہ سراسر غلط ہے۔ اور کسی فتنہ پرداز نے دھوکہ اور فریب کے ذریعہ اپنی کمینگی کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے ہم اس تحریر کے متعلق جو غلط فہمی کی وجہ سے شائع ہو گئی نہایت افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ احمدی مدرسین کی تحریر سے ظاہر ہے۔ کہ جناب مفتی صاحب اپنے حلقہ میں بہت ہر دلعزیز ہیں۔ اور باوجود فرائض کی پابندی کا خاص خیال رکھنے کے ان کا سلوک نہایت عمدہ ہے۔)

لائل پور میں احرار کی مذبوحی حرکات

لائل پور میں عیسائیوں کے ایک جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے احرار کے ترجمان "مجاہد" نے احمدی مبلغ کی نسبت غلط بیانیاں کی ہیں۔ اصل حالات یہ ہیں۔ کہ ۷ راگست کی شب کو عیسائیوں نے ایک جلسہ کیا۔ جس میں ایک پادری نے حضرت مسیح کی آمد ثانی کے متعلق تقریر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراضات کئے۔ ہماری طرف سے قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل نے حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کا جس رنگ میں کہ اسی مسیح نے پیش کیا۔ قرآن شریف۔ احادیث اور بائیبل کی رو سے رد کیا۔ اور پادری صاحب سے یسعیاہ نبی باب ۲۴ آیت ۱۶ کی تحریر پڑھنے کے لئے کہا۔ مگر پادری صاحب یہ مطالبہ سن کر مبہوت ہو گئے۔ اور جلسہ کے صدر کو جو ایک مسلمان تھا۔ ان کی گھبراہٹ دیکھ کر جلسہ برخاست کر دینے کے سوا چارہ نہ رہا۔

دوسرے دن پھر پادری صاحب نے تقریر کی۔ قاضی صاحب موصوف نے کفارہ تثلیث۔ الوہیت مسیح اور اس کے پیش کردہ طریق نجات کو قرآن کریم اور بائیبل کی رو سے رد کیا۔ پادری صاحب اخیر وقت تک ایک دلیل کا جواب بھی نہ دے سکے۔ جلسہ چونکہ اصل میں احرار کا منعقد کردہ تھا۔ اس لئے پادری صاحب کی شکست دیکھ کر وہ شرارت پر آمادہ ہو گئے۔ اور احمدیوں کو دھکے دینے شروع کر دئے۔ تاہم ہم پادری صاحب سے چیلنج مناظرہ کا جواب لینے کے لئے ٹھہرے رہے۔ انہوں نے تحریری طور پر چیلنج مناظرہ مانگا۔ جب ہم نے ان کے اس مطالبہ کو بھی پورا کر دیا۔ تو وہ میدان جلسہ سے چلے گئے۔ اور گھر سے یہ جواب بھیج کر اپنی جان چھڑائی۔ کہ مناظرہ کا چیلنج مجھے اوکاڑہ میں دیا جائے۔

جلسہ کے اختتام پر احراری غنڈوں نے پھر ہمیں دھکے دے کر اپنی گندی فطرت کا مظاہرہ کیا۔ اور اس طرح اپنے عیسائی ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ پبلک پر خدا کے فضل سے مفید اثر پڑا۔ خاکسار:۔ غلام احمد مولوی فاضل از لائل پور

سیالکوٹ میں احرار کی پولیس کی موجودگی میں شرارتیں

جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ نے ایک تبلیغی جلسہ ۲۷ راگست حاجی پورہ میں کیا ڈاکٹر محمد دین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت کی زیر صدارت کارروائی شروع ہوئی۔ مگر تلاوت قرآن و نظم کے دوران میں ہی احراری غنڈوں نے اپنے اخلاق کا مظاہرہ تالیوں سیٹیوں اور شور سے کرنا شروع کر دیا۔ ہم نے شور کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جلسہ کو جاری رکھا۔ آخر احرار نے اینٹیں مارنی شروع کر دیں اور ایک بدقماش نے گیس کو پتھر مار کر توڑ دیا۔ پولیس کے رپورٹر اور کار خاص کے افسر موجود تھے۔ مگر انہوں نے اس کا کوئی سدباب نہ کیا۔ اور پولیس کے آنے پر خشت باری زیادہ زور سے شروع ہو گئی۔ متواتر آدھ گھنٹہ تک صدر جلسہ نے پولیس کو بار بار اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھے اور اس شرارت کو

راولپنڈی میں پنجاب اور صوبہ سرحد کے مسلمانوں کی اہم کانفرنس

مسجد شہید گنج کی واگزاری کے لئے جدوجہد

راولپنڈی۔ یکم ستمبر۔ مسجد شہید گنج کانفرنس راولپنڈی حد درجہ کامیاب رہی ہے۔ کانفرنس کا دو روزہ اجلاس نہایت عظیم الشان تھا۔ جس صوبہ میں سرحد اور صوبہ پنجاب کے تمام سرکردہ مسلم اکابر علمائے کرام اور دیگر قائدین شریک تھے۔

کانفرنس کی صدارت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری نے کی۔

صاحب صدر نے سی آئی ڈی اور پولیس کو بھی کانفرنس میں آنے کی اجازت نہ دی۔ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے خاص پاس جاری کئے گئے تھے۔ چنانچہ کوئی وہ شخص جس کے پاس مجلس استقبالیہ کے جنرل سکرٹری کی طرف سے جاری کردہ پاس نہ تھا۔ اجلاس میں حصہ نہ لے سکتا تھا۔

پولیس والوں نے اعتراض کیا۔ کہ جو نیلی پوش رضاکار کانفرنس کے انتظام پر متعین ہیں۔ وہ لاٹھیوں اور چاقوؤں سے مسلح ہیں۔ ان سے لاٹھیاں اور چاقو لے لئے جائیں۔ اس پر صدر کانفرنس نے کہا کہ سکھوں کو کرپان کی بجائے لمبی لمبی تلواریں رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ مسلمان کے پاس معمولی چاقو تک حکومت کو ناگوار گزرتا ہے۔ چنانچہ پولیس کا مطالبہ مسترد کر دیا گیا۔ اور رضاکار بدستور مسلح رہے۔

کانفرنس میں مسجد شہید گنج اور مزار حضرت کاکو شاہ کا انہدام مسلمانوں کی موجودہ حالت اور مسلمانوں کے مستقبل کے موضوع پر زبردست تقاریر ہوئیں۔

کانفرنس میں متحدہ و متفقہ طور پر پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب کو امیر شریعت تسلیم کیا گیا اور حلفیہ عہد کیا گیا کہ شرعی قائد اعظم کی حیثیت سے آپ کو مسلمانوں کا ڈکٹیٹر اعظم سمجھا جائے گا۔ اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے گی۔

اس کانفرنس میں چار قراردادیں منظور ہوئیں۔ جو حسب ذیل تھیں۔

پہلی قرارداد کا مفاد یہ تھا کہ مسلمانوں کا یہ مذہبی فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے مسجد شہید گنج واگزار کرائیں۔ مسجد کی واگزاری مسلمانوں کا مذہبی مطالبہ قرار دیا گیا۔ اور مسلمانوں سے اس سلسلہ میں حلفیہ عہد لیا گیا۔

دوسری قرارداد میں فیصلہ کیا گیا کہ مسجد کے حصول کے لئے قانون قرآن کے مطابق ایجی ٹیشن جاری رکھی جائے۔ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کو امیر شریعت اور مولوی محمد اسحٰق صاحب مانسہروی کو نائب امیر شریعت تسلیم کیا گیا۔

تیسری قرارداد میں "مجلس اتحاد ملی" کے فیصلہ پر مہر تصدیق و توثیق ثبت کی گئی اور اس امر پر زور دیا گیا۔ کہ ۲۰ ستمبر کو تمام طول و عرض ہند میں یوم احتجاج (یوم مسجد شہید گنج) منایا جائے۔

آخری قرارداد سول نافرمانی کے متعلق تھی۔ جس پر زبردست بحث ہوئی۔ سوال یہ درپیش تھا۔ کہ مسجد کی واگزاری کے لئے سول نافرمانی کا حربہ استعمال کیا جائے۔ مندوبین کا ایک عنصر فوراً سول نافرمانی شروع کر دینے پر مصر تھا۔ اور ایک عنصر اس امر پر زور دیتا تھا۔ کہ پہلے مسلمانوں کو آئندہ شروع ہونے والی جنگ کے لئے منظم کر لیا جائے۔

آخر متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ سول نافرمانی کا اجرا ۲۰ ستمبر تک ملتوی کر دیا جائے۔ اور امیر شریعت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب کو اختیار دیا گیا۔ کہ وہ یوم احتجاج پر سول نافرمانی کی تاریخ کا اعلان فرما دیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شملہ ۳۱ اگست۔ آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب اور کنور سر جگ دیش پرشاد کے اعزاز میں سر محمد یعقوب رکن لیجسلیٹو اسمبلی نے سسل ہوٹل میں لنچ دیا۔ مدعوئین میں سے سر عبدالرحیم نواب مظفر خان۔ کیپٹن شیر محمد خان۔ مسٹر کے ایل گابا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد۔ سر گرجا شنکر باجپائی۔ سر ہنری کریک۔ سر سی پی راما سوامی آئر۔ مسٹر عبداللہ یوسف علی قابل ذکر ہیں۔

قاہرہ (بذریعہ ڈاک) صوبہ طرابلس الغرب میں اطالویوں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ مساجد کو منہدم کر کے گرجے تعمیر کئے جاتے ہیں۔ ایک قدیم مسجد جو ۱۶۱۵ء میں تعمیر ہوئی تھی مسمار کر دی گئی ہے۔ شیخ سنوسی کا تعمیر کردہ مدرسہ اور اس کی ملحقہ مسجد بھی گرا دی گئی ہے۔ عربی قبائل اطالوی مظالم سے تنگ آ کر ترک وطن کر رہے ہیں۔ اس وقت تک ۷۳ ہزار عرب باہر جا چکے ہیں عربوں کے مظاہرہ کرنے پر فوج نے گولی چلا دی۔ حادثات کی تعداد جن میں مجروحین بھی شامل ہیں یک صد ہے۔

نتھیا گلی یکم ستمبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ ۲۹ اگست اور ۳۰ اگست کی درمیانی شب کو آزاد قبائل کا ایک لشکر جو تقریباً آٹھ سو افغانوں پر مشتمل تھا۔ ہزارہ کی سرحد عبور کر کے چھتر کے میدانی علاقہ میں پہنچ گیا۔ جس کے مقابلہ کے لئے چند ہندوستانی فوجی دستے بھی میدان میں پہنچ گئے۔ طرفین میں تصادم ہوا۔ اور قبائلی لشکر پسپا ہو گیا۔

مالٹا یکم ستمبر۔ بندرگاہ مالٹا میں داخلہ بند کرنے کے لئے شہتیر دل سے بندرگاہ کے دہانے کو بند کر دیا گیا۔ مالٹا میں جنگ عظیم کے دوران میں بھی یہی طریق استعمال کیا گیا تھا۔

بمبئی ۳۱ اگست مسٹر سی ایف اینڈریوز نے عازم انگلستان ہوتے ہوئے کہا کہ وہاں جا کر میں زنجبار میں ہندوستانیوں کے سوال کی طرف سرگرمی سے متوجہ ہوں گا زنجبار میں ہندوستانیوں کی تکالیف دور کرنا میرا سب سے پہلا کام ہوگا۔

ناگپور ۳۱ اگست۔ امراؤتی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک موٹر کار جس میں تین آدمی سوار تھے۔ اور جو امراؤتی سے کسی دوسرے شہر کی طرف جا رہی تھی دفعۃً سیلاب کی زد میں آ گئی۔ اور پانی میں بہہ گئی۔ جس سے دو سوار غرقاب ہو گئے

بمبئی ۳۱ اگست۔ ہفتہ دوران میں کل سونا مالیتی ۱۴۱۵۹۹۵۹ روپے بمبئی سے یورپ اور امریکہ کو بھیجا گیا۔ برطانیہ نے جب سے طلائی معیار ترک کیا ہے۔ ۲۴۲۳۴۴۴۵۱۵ روپے کا سونا ہندوستان سے یورپ کو بھیجا جا چکا ہے

لنڈن ۳۱ اگست۔ ملک معظم کے شہزادے ڈیوک آف گلاسسٹر کی لیڈی ایلس مونٹیگو ڈگلس سکاٹ کے ساتھ شادی کی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کی شادی چھ ماہ کے اندر اندر ہو جائے گی۔

شملہ ۳۱ اگست۔ سیاسی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لیجسلیٹو اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں کریمنل لا امینڈمنٹ بل پر گورنمنٹ اور کانگرس کے درمیان زبردست ٹکر ہوگی۔ کانگرسی پارٹی کو یقین ہے۔ کہ وہ بل کو پہلے مرحلہ سے ہی گزرنے نہیں دے گی۔

واشنگٹن یکم ستمبر۔ حکومت ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے حکومت سوویٹ روس کو انتباہ کیا ہے۔ کہ روس اور امریکہ کے باہمی دوستانہ تعلقات کا قیام صرف اس بات پر منحصر ہے۔ کہ حکومت روس امریکہ کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے اجتناب کے معاہدہ پر قائم رہے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی